بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

قرآن کالج میں ایف اے کلاسز کا اجراء

'قرآن کالج' کو مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کے پیشِ نظر تعلیمی منصوبوں میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس تعلیمی منصوبے کا باقاعدہ آغاز دو سال قبل ہوا تھا۔ ابتداءً ایک تین سالہ اسکیم کا اعلان کیا گیا تھا جس کے تحت تین سال کے عرصے میں ایک ایف اے پاس طالب علم کو بی اے کی باقاعدہ تیاری اور پختہ بنیادوں پر عربی قواعد کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قواعدِ تجوید، ترجمۂ قرآن (مکمل)، قرآن حکیم کے منتخب حصوں کی تفسیر اور حدیث و فقہ کی مبادیات سے روشناس کرانا بھی پیشِ نظر تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید سے یہ تعلیمی اسکیم خاصے تسلی بخش انداز میں آگے بڑھ رہی ہے۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ آغاز میں قرآن کالج کے لیے ہمیں مطلوبہ تعداد میں طلبہ میسّر نہیں آسکے لیکن طلبہ کی تعداد اتنی کم بھی نہ تھی کہ تدریسی عمل کا آغاز بھی نہ کیا جاسکتا۔ سالِ اوّل اور سالِ دوم دونوں کلاسوں میں طلبہ کی اوسط تعداد فی کلاس ۱۶ بنتی ہے جو بہت حوصلہ افزا نہیں تو حوصلہ شکن بھی نہیں! تاہم اللہ کا شکر ہے کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران تعلیمی پروگرام میں کوئی رخنہ نہیں پڑا اور نہ صرف یہ کہ طے شدہ پروگرام کے مطابق تعلیم و تدریس جاری ہے بلکہ رفتارِ تعلیم بھی بہت تسلی بخش ہے۔ دیگر کالجوں کے برعکس کہ جہاں چھٹیوں کی کثرت اور موقع بے موقع ہڑتالوں کے باعث باضابطہ تعلیم و تدریس کی نوبت ہی نہیں آتی، قرآن کالج کی گزشتہ دو سال کی کارکردگی بہت حوصلہ افزا رہی کہ تدریسی نظام میں ہی باقاعدگی نہیں رہی امتحانات کا انعقاد بھی شیڈول کے مطابق ہوتا رہا۔ گویا قرآن کالج میں ہم نے ہر اُس طالب علم کے لیے دینی اور دنیوی دونوں قسم کے علوم کی تحصیل کا پورا موقع فراہم کیا ہے جس کے دل میں حصولِ علم کی معمولی سی طلب بھی موجود ہو۔

قرآن کالج کے یومِ تأسیس ہی سے رفقاء واحباب کی جانب سے یہ تقاضا شدت کے ساتھ سامنے آرہا ہے کہ اس کالج میں ایف اے کلاسز کا اجراء بھی کیا جانا چاہیے۔ اس لیے کہ میٹرک کے فوراً بعد کا وقت ہی طلبہ کے لیے آئندہ تعلیم کے سلسلے میں منصوبہ بندی کے اعتبار سے فیصلہ کن ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ کالج کے ابتدائی دو سال طلبہ کی ذہنی و فکری تربیت میں بھی فیصلہ کن طور پر مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ اور یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ ہمارے کالجوں سے طلبہ کو بالعموم جو ذہنی و فکری غذا ملتی ہے وہ دینی نقطۂ نگاہ سے خام اور ناقص ہی نہیں تباہ کن حد تک مضر اثرات کی حامل بھی ہوتی ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے تو بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ ؎

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

اور جدید نظامِ تعلیم پر بڑی بھرپور پھبتی انہوں نے اِن الفاظ میں چُست کی تھی کہ ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اقبال بھی اس زہر کی تلخی کے کچھ کم شاکی نہ تھے۔ انہوں نے اسی حقیقت کو نہایت سنجیدہ اور پُرسوز انداز میں یوں بے نقاب کیا کہ ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا، لا الٰہ الّا اللّٰہ

لہٰذا احباب کا خیال تھا کہ بجائے اس کے کہ طالب علم کسی اور کالج سے ایف اے تک تعلیم مکمل کرے اور پھر بی اے کے لیے اسے قرآن کالج میں داخلہ پر مجبور یا آمادہ کیا جاتے، اور یہ حقیقت ہے کہ اُس مرحلے پر طالب علم کو آمادہ کرنا آسان نہیں ہوتا، بہت بہتر ہو گا کہ میٹرک کے فوراً بعد اسے قرآن کالج ہی کا راستہ دکھایا جاتے۔ ان اسباب کے پیشِ نظر اللہ کی تائید و توفیق کے بھروسے پر اس سال سے قرآن کالج میں ایف اے کلاسز کے آغاز کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ طلبہ اور اُن کے سرپرستوں کے لیے اِس نئی تعلیمی اسکیم میں اضافی کشش کا یہ پہلو بھی موجود ہے کہ سابقہ تین سالہ اسکیم کے برعکس کہ جس میں دینی تعلیم کے لیے ایک سال اضافی صَرف ہوتا تھا، میٹرک کے فوراً بعد داخلہ لینے والے طلبہ کا کوئی اضافی وقت صَرف نہیں ہو گا۔ گویا اب ایک میٹرک پاس طالب علم کُل چار سال کے عرصے میں گریجویشن تک اپنی تعلیم اِس کیفیت کے ساتھ مکمل کر سکے گا کہ عربی گرامر، ترجمۂ قرآن اور تجوید کی تعلیم ایک حد

(باقی صـ ۶۴)